OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.hu.edu.pk

Hazara Islamicus, Vol.:8, Issue: 2, July-Dec 2019
PP: 25- 36

Scan for Online Version

کراچی کے منتخب مراکز افتاء اور ان کا کردار: عصر حاضر کے تناظر میں

Darulifta's of Karachi and their contributions in the context of present era

Muhammad Ibrahim
Ph.D Scholar, Department Of Islamic & Religious Studies, The University of Haripur, Haripur

Dr.Muhammad Ikram-ul-llah
Assistant Professor, Department Of Islamic & Religious Studies, The University of Haripur, Haripur

Abstract

In Islamic history, people consulted individual religious scholars for their problems. However, in contemporary society most of the people prefer to consult institutions over individuals despite presence of many renowned religious scholars both contemporarily and every era in the past. Such institutions are called Dar Ul Afta.

In the backcloth of Pakistani society, Karachi which is the capital of the province of Sindh has played a pivotal role in hosting many popular Dar ul Afta which has left indelible effects on the rest of Pakistan.

In this research, different Darul Afta of Karachi and their juristic leanings have be discussed. It has also been researched to what extent has these institutions effected the society of Pakistan and what is its importance.

Keywords: *Sharia, Islamic Law, Maddaris, Muftees, Fatawahs, Verdict, Ifta*

تمہید

شریعت کی اصطلاح میں کسی بھی پیش آنے والے مسئلہ میں شرعی حکم بتانے کو فتویٰ کہا جاتا ہے۔ فتویٰ نویسی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ اسلام۔ اسلام کے ظہور کے وقت صحابہ کرام کو جو مسائل پیش آتے تھے آپ براہِ راست آنحضرت ﷺ سے ان کی بابت دریافت کرکے عمل کرتے تھے. ہر زمانے میں کوئی بھی مسلمان یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اسے زندگی میں کبھی

CC BY

کوئی ایسا مسئلہ پیش نہ آیا ہو جس میں اس کو فقہ وافتاء کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہ پڑی ہو۔ جب کسی کو کوئی کسی شرعی مسئلہ میں سوال پوچھنے کی نوبت آتی ہے تو یہ شخص مستفتی کہلاتا ہے۔ اس کو سوال کا جواب دینے والا علوم شرعیہ کا ماہر مفتی کہلاتا ہے اور اس کا جواب فتویٰ کہلاتا ہے۔

ذیل میں فتویٰ کی مختصر تعریف پیش کی جاتی ہے:

فتویٰ وافتاء کے لغوی معنی

فتویٰ اور افتاء عربی زبان کے الفاظ ہیں اور دونوں مترادف الفاظ ہیں، فتویٰ یہ عربی زبان میں "ف" کے فتحہ اور ضمہ دونوں کے ساتھ منقول ہے لیکن زیادہ واضح "ف" کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ لغوی اعتبار سے فتویٰ کے معنی کسی بھی طرح کے سوال پوچھنے کو کہا جاتا ہے۔ چاہے اس سوال کا تعلق شریعت سے ہو یا نہ ہو، جیسے قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل میں واقعہ مذکور ہے جس میں ان کے دو ساتھیوں میں ایک جب جیل سے رہا ہو جاتا ہے تو بادشاہِ وقت کو ایک خواب دکھتا ہے جس خواب کی تعبیر کے بارے میں حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کا ساتھی آکر سوال کرتا ہے، تو اس کے خواب کی تعبیر سے متعلق سوال کو قرآن کریم "افتاء" کے ساتھ بیان کرتا ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"يُوسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝" [1]

> (چنانچہ اس نے قید خانے میں پہنچ کر یوسف سے کہا) یوسف! اے وہ شخص جس کی ہر بات سچی ہوتی ہے، تم ہمیں اس (خواب) کا مطلب بتاؤ کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں، اور سات خوشے ہرے بھرے ہیں اور دوسرے سات اور ہیں جو سوکھے ہوئے ہیں، شاید میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں (اور انہیں خواب کی تعبیر بتاؤں) تاکہ وہ بھی حقیقت جان لیں۔

سورۂ یوسف کے اسی واقعہ کی ابتداء میں جب بادشاہ اپنا خواب دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر کے بارے میں اپنے سرداروں سے پوچھتا ہے اس کے اس پوچھنے کو بھی قرآن کریم نے افتاء کے ساتھ ذکر کیا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝ [2]

> اے درباریو! اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کا مطلب بتاؤ

فتویٰ وافتاء کے اصطلاحی معنی

اصطلاح میں کسی مسئلہ کا شرعی حکم بیان کرنے کو فتویٰ وافتاء کہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ مناویؒ فرماتے ہیں:

"الافتاء بیان حکم المسئلة قال الکشاف الفتویٰ الجواب فی الحادثة" [3]

کسی مسئلہ کا حکم بیان کرنے کو افتاء کہتے ہیں اور کشاف یہ فرماتے ہیں کہ کسی مسئلہ کا جواب دینے کا نام فتویٰ ہے۔

صاحب مصباح فتویٰ کے معنی سے متعلق تحریر کرتے ہیں:

"الاخبار بحکم اللّٰہ تعالیٰ عن مسئلة دینیة بمقتضی الادلة الشرعیة لمن سئل عنه فی امرنا زل علی جهة العموم والشمول لا علی وجه الالزام"[4]

کسی پیش آنے والے واقعہ سے متعلق پوچھنے والے کو اللہ کا حکم دلیل شرعی سے باخبر کرنا فتویٰ کہلاتا ہے۔

قرآن وحدیث میں فتوی وافتاء اس معنی میں بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ''[5]

(اے پیغمبر) لوگ تم سے (کلالہ کا حکم) پوچھتے ہیں کہہ دو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں حکم بتاتا ہے۔

اسی اصطلاحی معنی میں حدیث میں بھی یہ لفظ وارد ہوا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

"اجرؤکم علی الفتیا اجرؤکم علی النار"[6]

تم میں فتویٰ میں زیادہ جری ہونے والے دراصل آگ میں گرنے میں زیادہ جری ہونے والا ہے۔

موجودہ زمانے میں فتویٰ اور افتاء اسی معنی میں خاص ہوگئے ہیں اور لفظی معنی استعمال نہیں ہوتے۔

فتویٰ کی اہمیت

اسلام ایک مکمل دین ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں راہنمائی فراہم کرتا ہے اسلامی نظامِ حیات بالکل اسی طرح آخری، حتمی، مکمل اور کامل ہے جس طرح قرآن کریم باری تعالیٰ کی آخری کتاب اور آنحضرت ﷺ آخری رسول ہیں۔ جس طرح قرآن کریم کے بعد کسی آسمانی کتاب کا نزول اور آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی بعثت نہیں ہوسکتی اسی طرح اسلامی نظامِ حیات کے بعد کسی اور نظامِ حیات کو کاملیت نہیں مل سکتی۔ اسلامی نظامِ حیات میں انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس میں اسلام نے کوئی راہنمائی نہ کی ہو۔ چونکہ اسلام قیامت تک آنے والی اقوام اور نسلِ انسانی کی راہنمائی کرتا ہے تو جو قوم جس تہذیب وتمدن، جس زمانے میں بھی جی رہی ہوتی ہے اسلام ان کی مکمل راہنمائی کرتا ہے قطع نظر ان کا زمانہ یا ان کا رہن سہن کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ اسلام کی یہ راہنمائی ہی دراصل فتویٰ کہلاتی ہے۔ دنیا میں کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اسے زندگی میں کبھی کسی ایسی صورتحال سے نہ گزرنا پڑا ہو جس میں اسے اسلامی راہنمائی بصورت فتویٰ کی ضرورت نہ پیش آئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے فتویٰ کے اہمیت کو بھی واضح کیا اور اسے ایک ذمہ داری کے طور پر پیش کیا۔

آنحضرت ﷺ جب تک بقید حیات تھے صحابہ کرام آپ ﷺ سے براہِ راست پیش آمدہ مسئلہ اسلامی حکم پوچھ لیا کرتے تھے لیکن نبی اکرم ﷺ چونکہ آخری نبی ہیں جس طرح آپ ﷺ کی ختم نبوت کی وجہ سے دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری اس امت کو عطا کی گئی اسی طرح اسلامی احکام کی طرف راہنمائی بھی اس امت کے علماء کی ذمہ داری ٹھہرائی گئی چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

" إنَّ العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دیناراً ولا درھماً وانما یورثوا العلم فمن اخذ به فقد اخذ بحظ وافر"[7]

''یقین جانو! علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء تو وراثت میں نہ دینار چھوڑتے ہیں اور نہ درھم، وہ تو وراثت میں علم چھوڑ کر جاتے ہیں جو شخص اس میراث کو حاصل کیا اس نے ایک بہت بڑا حصہ حاصل کیا"

قرآن کریم میں بھی اہلِ علم سے سوال پوچھنے کا حکم دیا گیا ہے[8] بلکہ عین جہاد کے موقع پر بھی ایک جماعت کو تفقہ فی الدین کی غرض سے پیچھے رہ کر علم حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔[9]

ان آفاقی ہدایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دینی احکام میں راہنمائی کے لیے اس امت کے علماء کی طرف رجوع کیا جائے گا اور جس کو کسی پیش آمدہ مسئلہ میں شریعت کی راہنمائی کی ضرورت ہوگی وہ علماء ہی کی طرف رجوع کرے گا۔

فتویٰ دینے میں احتیاط

فتویٰ دینا دراصل حکمِ الٰہی بتلانا ہے اور مفتی اللہ اور اس کے بندے کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اگر صحیح اور درست راہنمائی کرے گا تو اجر و ثواب کا مستحق ہوگا لیکن اگر اس ذمہ داری میں کوتاہی برتے گا تو عذاب کا بھی مستحق ہوگا لہٰذا شریعت اسلامی اس منصب کی ذمہ داری بھی واضح کرتی ہے اور اس میں نہایت احتیاط کے مظاہرہ کی ترغیب بھی دیتی ہے، جیسے حضرت ابوہریرہؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ جو شخص بغیر کسی دلیل (اور علمِ یقین) کے فتویٰ دے گا اور (وہ غلط ہوگیا) تو اس پر عمل کرنے والے کا گناہ بھی فتویٰ دینے والے مفتی کے سر ہوگا[10]۔ اسی لیے یہ مقام احتیاط ہے اس میں جرأت کرنا اور جلد بازی دکھانا امر مرغوب نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہر سوال کا جواب دینے والے کو مجنون کہتے تھے۔[11] یہی وجہ ہے کہ علمائے امت نے اس ذمہ داری کو قبول تو کیا لیکن جہاں انہیں کسی مسئلہ میں یقینی علم نہیں ہوتا تھا وہ بغیر کسی تصنع اور تکلف کے اس سے لاعلمی کا اظہار کرتے تھے۔[12] اس کے باوجود علمائے امت نے آنحضرت ﷺ سے لے کر آج تک اس ذمہ داری کو خوب نبھایا بھی اور نبھا بھی رہے ہیں۔

انفرادی افتاء سے دارالافتاء تک

فتویٰ نویسی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ اسلام۔ کیونکہ فتویٰ کا مطلب کسی مسئلہ میں حکمِ الٰہی کا بتلانا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ تاریخ اسلام کے پہلے مفتی خود آنحضرت ﷺ تھے۔ آپ ﷺ کے دور میں صحابہ کرامؓ کو جو مسئلہ پیش آتا آپ براہِ راست آنحضرت ﷺ سے اس میں راہنمائی لیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے اس دنیا سے پردہ پوش ہونے کے بعد افتاء کی یہ بھاری ذمہ داری صحابہ کرامؓ نے سنبھالی اور بہت بہترین طریقے سے اس کو نبھایا۔ صحابہ کرامؓ میں افتاء و فتویٰ دینے والے صحابہ کرام کی تعداد ایک سو تین کے لگ بھگ تھی البتہ ان میں فتویٰ دینے میں سات حضرات زیادہ مشہور تھے جن میں حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، ام المؤمنین حضرت عائشہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شامل تھے۔[13] صحابہ کرامؓ کے بعد افتاء کی ذمہ داری تابعین اور تبع تابعین نے سنبھالی۔ چونکہ صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ فتوحات سے نوازا تھا اس لیے ان کے شاگردوں کی تعداد بھی زیادہ تھی اور تقریباً ہر علاقے میں اجلہ اہلِ علم اس خدمت کو سرانجام دے رہے تھے اکیلے مدینہ منورہ شہر میں سات فقہاء کرام مشہور تھے جو فتویٰ دیا کرتے تھے۔[14] بہرحال تابعین اور تبع تابعین نے اس دور میں صحابہ کرامؓ کے فقہی افکار اور فتاویٰ کی روشنی میں فتویٰ و افتاء کو باقاعدہ ایک فن کی شکل دیدی چنانچہ صحابہ کرامؓ کے شاگردوں کی بدولت جب ان کے فتاویٰ عام ہوئے تو ان سے کئی فقہی مسالک وجود میں آئے لیکن بچ جانے والوں میں سے چار مسالک (فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی) کو شہرت ہوئی اور یہی امت میں رائج ہوئے۔ البتہ خلفائے عباسیہ کے دور سے لے کر گزشتہ صدی کے اوائل تک فقہ حنفی قانونی شکل میں نافذ اور رائج رہا ہے اسلامی مملکت میں اکثر قاضی حنفی تھے۔[15] چنانچہ اس دور میں عمومی منہج یہ رہا ہے کہ فتاویٰ کی تدوین زیادہ تر ریاستی

طور پر رہی۔ انگریزی حکومت کے تسلط کے بعد فتویٰ کا کام مدارس دینیہ کی طرف منتقل ہوگیا یہی وجہ ہے نجی فتاویٰ کے زیادہ تر مجموعے اسی دور سے نظر آنا شروع ہوتے ہیں۔ اسی دور میں فتاویٰ کا کام مدارسِ دینیہ کی طرف منتقل ہوا اور خاص طور پر 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد فتویٰ کی ذمہ داری سنبھالنے والے حضرت شاہ ولی اللہؒ کے جانشین علماء کرام تھے۔[16] مدارس دینیہ میں ابتداء میں فتویٰ کی انحصار شخصیات پر ہوتا تھا لیکن مرور زمانہ اور علمی انحطاط کے ساتھ ساتھ مدارس دینیہ میں باقاعدہ ایک شعبہ وجود میں آیا جسے "دارالافتاء" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جہاں کئی ماہرین مل بیٹھ کر عوامی مسائل میں ان کی راہنمائی کرتے ہیں۔

عصر حاضر میں دارالافتاء کی اہمیت و تقاضے

موجودہ دور جہاں ہر لحاظ سے انحطاط کا دور ہے وہاں ہی فطرتی طور پر ان فقہی صلاحیتوں میں انحطاط پیدا ہوا ہے جو دورِ قدیم کے فقہاء و مفتیان کرام میں پائی جاتی تھی لیکن موجودہ دور میں کتب احادیث، فقہ اور اصول فقہ مدون و مرتب ہو کر شائع ہوچکی ہیں۔ لہٰذا موجودہ دور کے پس منظر میں فقیہ کی تعریف میں بھی تبدیلی وقت کا تقاضا ہے تاکہ موجودہ دور میں فتویٰ و افتاء کا عمل بھی جاری رہے چنانچہ اب فقیہ کی درج ذیل تعریف ہی مناسب احوال ہے:

"ان الفقیه من یدقق النظر فی المسائل وان علم ثلاث مسائل بادلتها"[17]

فقیہ اس کو کہا جائے گا جو مسائل شرعیہ میں دقیق نظر رکھتا اگرچہ وہ تین مسئلے ہی دلائل کے ساتھ جانتا ہو

علامہ شامیؒ نے فقیہ کی تعریف میں صاحب التحریر کی بیان کردہ تعریف کو ترجیح دی ہے اور یہ تعریف بھی عصر حاضر کے تقاضے کو پورا کرتی ہے، تعریف درج ذیل ہے:

"وذکر فی التحریر ان الشائع اطلاقه علی من یحفظه الفروع مطلقاً ای سواء کانت بدلائلها او لا"[18]

تحریر میں مذکور ہے کہ عام طور سے (فقیہ) اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جسے جزوی مسائل یاد ہوں خواہ دلائل کے ساتھ یا بغیر دلائل کے۔

ان تعریفات سے موجودہ زمانے میں علماء کرام کی جماعت جو فقہ میں مہارت رکھتی ہے، افتاء کے منصب پر فائز ہوتی ہے اور چونکہ عصر حاضر میں شخصیات سے زیادہ اداروں کی طرف عوامی رجوع ہے اور انہی کے منہج اور طریقہ کار کا اثر و رسوخ عوام میں پایا جاتا ہے ذیل میں پاکستانی معاشرے پر اثر و رسوخ رکھنے والے کراچی کے چند دارالافتاؤں کا تعارف اور ان کی کارکردگی پیش کی جاتی ہے۔

کراچی کے منتخب دارالافتاء کا تعارف

اس وقت پاکستانی معاشرے میں اہلِ علم کی آماجگاہ صوبہ سندھ کا ضلع کراچی ہے۔ کراچی شہر میں پورے ملک کے مایہ ناز مدارس اور دارالافتاء موجود ہیں جن کا اثر و رسوخ نہ صرف پاکستان پر ہے بلکہ عالم اسلام پر کراچی کے دارالافتاء گہرے اثرات رکھتے ہیں ذیل میں کراچی کے چند دارالافتاؤں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، البتہ اتنی وضاحت ضروری ہے کہ موجودہ دور میں چونکہ دارالافتاء کسی نا کسی مدرسے کے ساتھ ملحق ہوتے ہیں، یہ مدارس ہی کی ایک ذیلی شاخ ہوتے ہیں لیکن ذیل میں ان مدارس کے تفصیلی تعارف کے بجائے ان شعبہ جات کا تعارف کروانا مقصود ہے۔

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

1951ء میں فقیہ ملت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے جامعہ دارالعلوم کراچی کی بنیاد رکھی۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے فتویٰ میں ید طولیٰ عطا فرمایا تھا، ہجرت پاکستان سے پہلے آپ دارالعلوم دیوبند میں صدر مفتی کے اہم منصب پر فائز تھے پھر جب ہجرت کر کے پاکستان آئے تو یہاں عوام کا آپ کی طرف رجوع بڑھنے لگے۔آپ انہیں شرعی مسائل کا حل بتلاتے تھے۔آپ کی فقہ میں مہارت جلد ہی آپ کو عوام کا مرجع بنا گئی۔آپ نے ابتداء میں کراچی کی ایک مسجد ''باب الاسلام'' جو برنس روڈ پر واقع ہے، یہاں ایک دارالافتاء قائم کیا اور کئی سال یہاں سے فتاویٰ جاری کرتے رہے۔ پھر جب 1951ء میں آپ نے جامعہ دارالعلوم کراچی کی بنیاد رکھی تو اس کے ساتھ ساتھ دارالافتاء کا شعبہ بھی قائم کیا۔ جہاں سے نا صرف عوام الناس کے مسائل کا حل بتلایا جاتا تھا بلکہ اسی شعبہ میں آپ کے دو جلیل القدر صاحبزادگان مفتی محمد رفیع عثمانی اور مفتی محمد تقی عثمانی نے افتاء کی تربیت بھی حاصل کی۔ مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی وفات تک آپ دونوں بھائی ان سے فتویٰ کی خصوصی تربیت لیتے رہے، ان کی وفات کے بعد مفتی تقی عثمانی رئیس دارالافتاء کے منصب پر فائز ہوئے اور اس وقت تک آپ ہی رئیس دارالافتاء ہیں۔

چونکہ مفتی تقی عثمانی اور مفتی رفیع عثمانی کی خصوصی فقہی مہارت عرب و عجم کے علماء میں اعتماد پیدا کر چکی ہے، اس وجہ سے دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کو ایک خاص مرجعیت کا مقام حاصل ہے، یہاں فتوے کی خدمت میں مشغول حضرات بڑی عرق ریزی اور محنت سے فتاویٰ تحریر کرتے ہیں۔

افتاء میں درجہ بندی

جامعہ دارالعلوم کراچی میں افتاء کے لیے چار درجات ہیں یعنی جو فتاویٰ آسان اور سہل ہوتے ہیں وہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کے سال اول کے طلبہ کو حل کرنے کے لئے دیے جاتے ہیں۔ درمیانی درجے کے مسائل سال دوم اور سالِ سوم کے طلبہ کو حل کرنے کے لیے دیے جاتے ہیں۔ تحقیق طلب مسائل باقی مفتیان دارالافتاء حل کرتے ہیں اور اگر کوئی مسئلہ نہایت اہم اور تحقیق طلب ہو تو ''مجلس تحقیق مسائل حاضرہ'' پھر اسے حل کرتی ہے۔ دارالافتاء کے ماہرین مفتیان کرام پر مشتمل یہ مجلس پھر ان مسائل کا حل بتلاتی ہے۔اس میں درج ذیل نام خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں: مفتی محمد رفیع عثمانی، مفتی محمد تقی عثمانی، مفتی محمد عبداللہ، مفتی محمود اشرف عثمانی، مفتی عبدالرؤف سکھروی، مفتی عبدالمنان۔

البتہ فتویٰ کسی بھی درجے میں ہوں اس پر ماہرینِ فتاوٰی کی تصدیق لازمی ہوتی ہے اس کے بغیر فتویٰ جاری نہیں کیا جاتا۔

دارالافتاء کی خدمات و خصوصیات

- اس وقت دارالافتاء میں اسی افراد فتویٰ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- اب تک جامعہ دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء سے سات لاکھ فتاویٰ جاری کیے جاچکے ہیں۔
- دارالافتاء ہی میں لکھے گئے فتاویٰ میں سے نجی فتاویٰ کے کئی مجموعے تیار ہوچکے ہیں جیسے فتاویٰ عثمانی (مفتی تقی عثمانی)، فتاوی دارالعلوم کراچی (مفتی رفیع عثمانی)، فتاویٰ سکھروی (مفتی عبدالرؤف سکھروی) اور فتاوی ربانی (مفتی اصغر علی ربانی)۔
- دارالافتاء میں غیر مسلم آکر اسلام قبول کرتے ہیں جنہیں یہاں باقاعدہ بنیادی اسلامی تعلیمات دی جاتی ہیں۔

اب تک نو مسلموں کی تعداد 1689 ہے۔

- رفقاء دارالافتاء کے لیے کمپیوٹرز میں ای کتب کا بہت بڑا ذخیرہ مہیا کیا گیا ہے جو فتویٰ میں ان کا معاون ثابت ہوتا ہے۔
- دارالافتاء کی چھت پر چاند دیکھنے کے لیے ایک رصدگاہ تعمیر کی گئی ہے جس میں ہر ماہ چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
- مختلف اطراف واکناف میں رفقاء دارالافتاء مساجد کی سمت قبلہ درست کرنے کے لیے بھی گاہے بگاہے جاتے رہتے ہیں۔
- دارالافتاء سے سوال بذریعہ ای میل (https://darululoomkarachi.edu.pk/jamia/ur/?page_id=7701)، ڈاک (شعبہ دارالافتاء، جامعہ دارالعلوم کراچی، شارع دارالعلوم، انڈسٹریل ایریا، کورنگی کراچی)، فیکس(00922135123131) اور فون(0092-21-35123030-31-32) کے ذریعے معلوم کیے جاسکتے ہیں۔
- عصری وجدید مسائل میں دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی مستقل طور پر اپنے ایک منہج واسلوب کے طور پر جانا جاتا ہے۔[19]

دارالافتاء بنوری ٹاؤن کراچی

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی تاسیس 1954ء میں ہوئی۔ مشہور محدث حضرت مولانا یوسف بنوریؒ نے اس کی بنیاد رکھی۔ حضرت مولانا یوسف بنوریؒ کو حدیث کے ساتھ ساتھ فقہ میں بھی خصوصی مہارت حاصل تھی آپ انفرادی طور پر فتاویٰ دیا کرتے تھے لیکن بعد میں آپ نے 1961ء میں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں باقاعدہ شعبہ دارالافتاء قائم کیا اور اس وقت مفتی ولی حسن ٹونکیؒ کو اس کا رئیس بنایا۔ ان حضرات کی بدولت جامعہ کا شعبہ دارالافتاء ایک مستقل منہج کے طور پر جانا جاتا ہے اور اس دارالافتاء کی حیثیت عالم اسلام میں مسلم ہے۔ اب تک یہاں سے لاکھوں کی تعداد میں فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں اسی دارالافتاء سے مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مفتی نظام الدین شامزئی جیسے حضرات منسلک رہے ہیں۔ ابھی تک اس دارالافتاء سے تین لاکھ مسائل جاری ہو چکے ہیں۔ جامعہ کے دارالافتاء سے جاری ہونے والے فتاویٰ کی تدوین بھی شروع ہے جو ایک مستقل فتاویٰ کا انسائیکلوپیڈیا ہوگا۔

افتاء میں درجہ بندی

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں افتاء کے لیے تین درجات ہیں یعنی جو فتاویٰ آسان اور سہل ہوتے ہیں وہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کے سال اول کے طلبہ کو حل کرنے کے لئے دیے جاتے ہیں۔ درمیانی درجے کے مسائل سال دوم کے طلبہ کو حل کرنے کے لیے دیے جاتے ہیں۔ تحقیق طلب مسائل باقی مفتیان دارالافتاء حل کرتے ہیں اور اگر کوئی مسئلہ نہایت اہم اور تحقیق طلب ہو تو دارالافتاء کے ماہرین مفتیان کرام پر مشتمل کمیٹی ان مسائل کا حل بتلاتی ہے۔ البتہ فتویٰ کسی بھی درجے میں ہوں اس پر ماہرینِ فتاویٰ کی تصدیق لازمی ہوتی ہے اس کے بغیر فتویٰ جاری نہیں کیا جاتا۔

دارالافتاء کی خدمات وخصوصیات

- اس وقت دارالافتاء میں متخصصین کے علاوہ پندرہ افراد مستقل طور پر فتویٰ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- اب تک جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے دارالافتاء سے تین لاکھ فتاویٰ جاری کیے جاچکے ہیں۔
- دارالافتاء میں لکھے گئے فتاویٰ کی مکمل ترتیب وتدوین کا کام جاری ہے جو مستقل فتاویٰ کے انسائیکلوپیڈیا کی شکل میں ہوگا۔
- اس دارالافتاء سے مسائل مستقل طور پر مسلسل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے تحقیقی مجلّہ "البینات" میں شائع ہوتے رہے ہیں جو مستقل طور پر "فتاویٰ بینات" کی شکل میں چار جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔
- اسی طرح نجی فتاویٰ میں مولانا یوسف لدھیانویؒ کے جنگ اخبار میں لکھے گئے فتاویٰ کا مجموعہ "آپ کے مسائل اور ان کا حل" جو مستقل شائع ہو چکا ہے، اس کا اصل ماخذ بھی دارالافتاء علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن ہی ہے۔ کیونکہ حضرت لدھیانویؒ کو مولانا یوسف بنوریؒ کے حکم سے جنگ میں اس صفحہ کا نگران مقرر کیا گیا تھا۔
- دارالافتاء میں غیر مسلم آکر اسلام قبول کرتے ہیں جنہیں یہاں باقاعدہ بنیادی اسلامی تعلیمات دی جاتی ہیں۔ اور سندِ اسلام بھی دی جاتی ہے۔ اب تک نومسلموں کی تعداد 6500 ہے۔
- مختلف اطراف واکناف میں رفقاء دارالافتاء مساجد کی سمت قبلہ درست کرنے کے لیے بھی گاہے بگاہے جاتے رہتے ہیں۔
- جامعہ علوم اسلامیہ کی اپنی ایپلیکیشن بھی (Jamia Banuri Town) کے نام سے موجود ہے جس میں دیگر اہم شعبہ جات کے ساتھ دارالافتاء کا شعبہ اور سوال پوچھنے کی سہولت بھی موجود ہے۔
- دارالافتاء سے سوال بذریعہ آن لائن(http://www.banuri.edu.pk/ask-question)، ڈاک (شعبہ دارالافتاء، جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، گرومندر نیوٹاؤن)،ای میل (darulifta@banuri.edu.pk)اور فون(0092-21-34121152) کے ذریعے معلوم کیے جاسکتے ہیں۔
- عصری وجدید مسائل میں دارالافتاء علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی مستقل طور پر اپنے ایک منہج واسلوب کے طور پر جانا جاتا ہے۔[20]

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

جامعہ فاروقیہ کا سنگ بنیاد حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے 1967ء میں شاہ فیصل کالونی میں رکھی ۔ دارالافتاء جیسے اہم شعبہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث سلیم اللہ خان صاحبؒ نے 1974ء بمطابق 1394ھ

میں اس کی بنیاد رکھی اور ابتداءً آپ ہی اس شعبہ کو سنبھالتے رہے اور جامعہ کا پہلا فتویٰ 29 ربیع الاوّل 1394ھ کو حضرت شیخ کی نگرانی میں جاری ہوا۔ مگر دیگر ذمہ داریوں کی وجہ سے دار الافتاء کو مکمل طور پر مفتی نظام الدین شامزیؒ کی نگرانی میں دے دیا۔ اس دار الافتاء سے مایہ ناز مفتیان کرام منسلک رہے جن میں مفتی نظام الدین شامزئی، مفتی طاہر شاہ، مفتی عبدالحمید ربانی، مولانا یوسف افشانی اور مفتی منظور احمد مینگل قابلِ ذکر ہیں۔ ان حضرات کی انتھک محنت کی بدولت دار الافتاء جامعہ فاروقیہ اندرون وبیرون تحقیقی وقت کے پیش نظر تمام دینی حلقوں میں سندِ اعتماد حاصل کر چکا ہے۔

افتاء میں درجہ بندی

جامعہ علوم اسلامیہ جامعہ فاروقیہ میں افتاء کے لیے تین درجات ہیں یعنی جو فتاویٰ آسان اور سہل ہوتے ہیں وہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کے سال اول کے طلبہ کو حل کرنے کے لئے دیے جاتے ہیں۔ درمیانی درجے کے مسائل سال دوم کے طلبہ کو حل کرنے کے لیے دیے جاتے ہیں۔ تحقیق طلب مسائل باقی مفتیان دار الافتاء حل کرتے ہیں اور اگر کوئی مسئلہ نہایت اہم اور تحقیق طلب ہو تو دار الافتاء کے ماہرین مفتیان کرام پر مشتمل کمیٹی ان مسائل کا حل بتلاتی ہے۔ البتہ فتویٰ کسی بھی درجے میں ہوں اس پر ماہرینِ فتاویٰ کی تصدیق لازمی ہوتی ہے اس کے بغیر فتویٰ جاری نہیں کیا جاتا۔

دار الافتاء کی خدمات وخصوصیات

- اس وقت دار الافتاء میں متخصصین کے علاوہ دس افراد مستقل طور پر فتویٰ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- اب تک جامعہ فاروقیہ کراچی کے دار الافتاء سے کئی لاکھ فتاویٰ جاری کیے جاچکے ہیں۔
- دار الافتاء فاروقیہ کی زیرِ نگرانی کئی مشہور اردو فتاویٰ (فتاویٰ رحیمیہ، نظام الفتاوی، فتاویٰ رشیدیہ) پر تخریج وتعلیق اور تبویب کا کام ہوا ہے جن میں "کفایت المفتی" اور "فتاویٰ محمودیہ" خاص طور پر شامل ہیں۔
- دار الافتاء کی زیرِ نگرانی رد المحتار کی تفصیلی فہرست "فتح الغفار" کے نام سے تیار کی گئی ہے۔
- مختلف اطراف واکناف میں رفقاء دار الافتاء مساجد کی سمت قبلہ درست کرنے کے لیے بھی گاہے بگاہے جاتے رہتے ہیں۔
- دار الافتاء سے سوال بذریعہ ڈاک (جامعہ فاروقیہ کراچی، شاہ فیصل کالونی کراچی)، ای میل (info@farooqia.com)، بذریعہ فیکس (0092-21-4573436) اور بذریعہ فون (0092-21-4571132) پوچھے جا سکتے ہیں۔
- عصری وجدید مسائل میں دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی مستقل طور پر اپنے ایک منہج واسلوب کے طور پر جانا جاتا ہے۔[21]

جدید مسائل میں پیدا ہونے والا اختلاف

کراچی شہر میں کئی اور نامور جامعات ودار الافتاء موجود ہیں جن کا تذکرہ مستقل مقالہ میں آئے گا۔ البتہ مذکورہ بالا تین دار الافتاؤں کا انتخاب اس بنیاد پر کیا گیا ہے کہ عصر حاضر کے مسائل میں پاکستانی معاشرے پر بالعموم اور صوبہ سندھ پر بالخصوص یہ تین دار الافتاء بہت گہرے اثرات رکھتے ہیں اور پورے ملک کی عوام کی اکثریت وہ انہی تین میں سے کسی ایک دار الافتاء کی پیروی

کرتی ہے۔ان کی تخصیص کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عصرِ حاضر کے جدید مسائل کے حل میں یہ دارالافتاء عام طور پر دو متضاد رائے اختیار کر لیتے ہیں جن میں اکثر جامعہ فاروقیہ اور جامعہ بنوری ٹاؤن ایک طرف اور جامعہ دارالعلوم کراچی کی رائے دوسرے طرف ہوتی ہے۔ فقہی مسائل میں یہ اختلاف عام عوام میں سہولت پیدا کرتا ہے ذیل میں بطورِ نمونہ چند مسائل کی نشاندہی کی جاتی ہے جن میں ان دارالافتاء میں اختلاف واقع ہوا اور دونوں طرح کی رائے عوام کے سامنے رکھ دی گئیں جس کو جن پر زیادہ اعتماد ہوتا ہے وہ ان پر عمل کرتا ہے:

نمبر شمار	مسائل	دارالافتاء دارالعلوم کراچی کا موقف	دارالافتاء فاروقیہ کراچی کا موقف	دارالافتاء بنوری ٹاؤن کراچی کا موقف
1)	ڈیجیٹل تصاویر کی حلت وحرمت کا مسئلہ	ڈیجیٹل تصویر، ممنوع تصویر کے حکم میں نہیں۔	ڈیجیٹل تصویر، ممنوع تصویر کے حکم میں ہے۔	ڈیجیٹل تصویر، ممنوع تصویر کے حکم میں ہے۔
2)	اسلامک بینکنگ کی حلت وحرمت کا مسئلہ	حلال ہے۔	حرام ہے۔	حرام ہے۔
3)	تکافل کی شرعی حیثیت	حلال ہے۔	حرام ہے۔	حرام ہے۔
4)	منی شہر مکہ میں داخل ہے یا نہیں۔	داخل ہے۔	نہیں داخل	نہیں داخل
5)	ڈیجیٹل قرآن کو بغیر وضو چھوا جاسکتا ہے یا نہیں؟	جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔	ناجائز ہے۔	ناجائز ہے۔

نتائج البحث

مذکورہ بالا بحث سے درج ذیل نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں:

- کائنات میں پہلے مفتی خود آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس تھی۔
- فتویٰ وافتاء ایک اہم ذمہ داری ہے۔
- فتویٰ منصب مرغوب نہیں بلکہ انتہائی احتیاط کا متقاضی منصب ہے۔
- اہلیت فتویٰ نہ ہونے کے باوجود فتویٰ دینا یا بغیر یقین کے فتویٰ دینا ہلاکت کا باعث ہے۔
- فتویٰ کی تاریخ ابتدائے اسلام سے شروع ہوتی ہے۔
- عصر حاضر میں فتویٰ کا تعلق دارالافتاء سے منسلک ہے۔
- کراچی اس وقت پاکستان میں علمی آماجگاہ ہے، علمی اعتبار سے جو مقام شہر کراچی کو حاصل ہے وہ پاکستان کے کسی اور شہر کو حاصل نہیں۔
- کراچی کے دارالافتاء پاکستانی معاشرے پر گہرا اثر ورسوخ رکھتے ہیں۔
- کراچی کے دارالافتاء عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے مسلمانوں کی دینِ اسلام میں راہنمائی کر

رہے ہیں۔

- کراچی کے دارالافتاء مختلف انداز سے معاشرے میں دینی راہنمائی کرتے ہوئے دینی اقدار کی حفاظت کر رہے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] یوسف، الآیۃ:46

[2] یوسف، الآیۃ:43

[3] المناوی، محمد عبد الروف، فیض القدیر علی الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث 183، مکتبہ المصطفیٰ الباز

[4] الراشدی، محمد کمال الدین، المصباح فی رسم المفتی، ج:1، ص:16، ماریہ اکیڈمی، کراچی، 2007ء

[5] النساء، الآیۃ:176

[6] الدارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن دارمی، باب القتیا ومافیہ من الشدۃ، ج:1، ص:157، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 1412ھ

[7] الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، سنن الترمذی، ج:5، ص:48، الناشر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی-مصر الطبعۃ: الثانیۃ، 1395ھ-- 1975 م

[8] النحل، الآیۃ:43

[9] التوبہ، الآیۃ:122

[10] التبریزی، محمد بن عبداللہ الخطیب العمری، مشکاۃ المصابیح، ج:1، ص:81، الناشر: المکتب الإسلامی –بیروت الطبعۃ: الثالثۃ، 1985

[11] النووی، ابوزکریا محیی الدین یحیٰی بن شرف النووی، المجموع شرح المہذب، ج:1، ص:40، دارالفکر بیروت

[12] عثمانی، عزیز الرحمان، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج:1، ص:70، دارالاشاعت کراچی

[13] ابن القیم الجوزی، محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین، إعلام الموقعین عن رب العالمین، ج:1، ص:10، الناشر: دار الکتب العلمیۃ –بیروت الطبعۃ: الأولی، 1411ھ-- 1991م

[14] ابن القیم الجوزی، اعلام الموقعین، ج:1، ص:19

[15] ابن عابدین، محمد إمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی، رد المحتار علی الدر المختار، ج:ا، ص:56، الناشر: دار الفکر-بیروت الطبعۃ: الثانیۃ، 1412ھ-- 1992م

[16] محمود، محمود الحسن، فتاویٰ محمودیہ، ج:1، ص:115-تا116

[17] ابن عابدین، ردالمحتار علی الدرالمختار، ج:1، ص:37

[18] ایضاً

[19] https://darululoomkarachi.edu.pk/jamia/ur/?page_id=20 Accessed Time 09:00pm 06-10-2019

[20] http://www.banuri.edu.pk/ (Accessed Time 09:00pm 06-10-2019)

[21] عابد، عبدالوہاب عابد، رفیقانِ ہمسفر، ملخص از ص: 37 تا 60، ایم آئی ایس گرافکس، کراچی